بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمۃ الحرمین

رئیس التحریر "حرمین"

"وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَيۡنَهُمۡ!"

سعودی عرب میں "جمہوریت" نہیں "شریعت" نافذ العمل ہے

—— اور یہ دنیا کی واحد اسلامی، مثالی، فلاحی مملکت ہے

جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا،

وُہ رب کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا!

سرزمینِ عرب جو اسلام کا گہوارہ تھی، بارھویں صدی ہجری میں پھر سے روحانی، اخلاقی اور اقتصادی بیماریوں کی آماجگاہ بن چکی تھی —— عوام الناس کو شرک و بدعت اور اوہام پرستی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جبکہ امن و امان کی حالت یہ تھی کہ زائرینِ حج لوٹ لیے جاتے یا بھوکے پیاسے صحرا میں مر جاتے —— تاآنکہ اللہ رب العزت نے دنیائے عرب کی عظیم شخصیت شاہ عبدالعزیز کو توفیق بخشی اور انھوں نے ۱۳۴۳ھ میں حرمین شریفین کو اپنی قلمرو میں شامل کر کے یہاں کتاب و سنت کا قانون نافذ کر دیا —— ابتداء میں انھیں سخت مشکلات پیش آئیں، لیکن جلد ہی ان پر قابو پا لیا گیا —— اسلامی حدود کا نفاذ ہوا، چور کا ہاتھ کٹا، قتل کا بدلہ قتل ٹھہرا، زانی کو سنگسار کیا گیا اور ڈاکو کا ایک ہاتھ ایک پاؤں کاٹ ڈالا گیا، شرک و بدعت کو دیس نکالا ملا —— یوں اسلام یہاں اپنی اصلی شکل میں دوبارہ اُبھرا تو اس کی برکت سے پورے عرب کی کایا پلٹ ہوئی —— مساجد آباد ہوئیں، نماز پر مواظبت ہوئی، زکوٰۃ ادا کی جانے لگی، شرعِ خداوندی کے مطابق روزہ رکھا جانے لگا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر توجہ ہوئی —— شہروں، دیہاتوں، راستوں اور صحراؤں میں امن قائم ہوا!

اس واقعہ کو آج کم و بیش ستّر سال ہونے کو ہیں —— شاہ عبدالعزیز کے بعد ان کے بیٹے

شاہ فیصل، شاہ خالد اور موجودہ حکمران شاہ فہد انہی خطوط پر چلتے رہے اور چل رہے ہیں، جو انھیں ان کے والدِ محترم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دیے تھے۔ انھیں سعودی عرب کے تمام علمائے کرام کی مکمل حمایت حاصل ہے، ہمیشہ وہ علماء کی ایک اعلیٰ مجلس قائم رکھتے ہیں اور کوئی بھی کام علماء کی اعلیٰ مجلس کے فتوے یا مشورے کے بغیر عمل پذیر نہیں ہوتا ــــ بمصداق آیتِ قرآنی :

”وَ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ“ (الشورٰی : ۳۸)

”اور اُن کے اُمور باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں“

علمائے کرام سعودی حکومت کا اصل سرمایہ ہیں اور جو کتاب و سنت ہی کے خوشہ چین ہیں۔ یہاں کی عدالتیں علماء کے مکمل کنٹرول میں ہیں، علماء ہی قاضی اور جج ہیں اور قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں ــــ اس حکومت میں کتاب و سنت کی اتباع کا اندازہ امر سے کیجیے کہ شاہ فیصل کا قاتل اگرچہ ان کا بھتیجا اور شاہی خاندان کا فرد تھا، تاہم صرف چالیس دن میں قصاص میں اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ پانچ سال قبل حج کے دوران بم کا دھماکہ ہوا تو اس کے مجرموں کو بھی چالیس دن میں کیفرِ کردار تک پہنچا دیا گیا، اور جب سے آج تک سعودی عرب میں بم کا کوئی دھماکہ نہیں ہوا ــــ یہاں کی عدالت کتاب و سنت کی رُو سے جس کو پکڑ لے، اسے سعودی عرب کا کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی نہ چھڑا سکتا ہے اور نہ اس کی سفارش ہی کر سکتا ہے، بلکہ بسا اوقات سفارشی ہی کو دھر لیا جاتا ہے۔

منشیات کا قانون علمائے کرام کی نگرانی میں پاس ہوا، اور کتاب و سنت کی روشنی میں نشہ باز مستوجبِ قتل قرار پایا ــــ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں دنیا کا امیر ترین اور ترقی یافتہ ملک سعودی عرب اس لعنت سے تقریباً پاک ہے۔

بہ حیثیتِ مجموعی ملک میں آئینِ کتاب و سنت کو بالادستی حاصل ہے، اور ہم یہ بات بطورِ چیلنج کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی ملک ــــ خواہ وہ یہود و نصاریٰ کا ہے، کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کا، یا ڈیموکریٹک ــــ اپنے وضعی قوانین و دساتیر کو اسلامی آئین (کتاب و سنت) کے مقابلے میں پیش نہیں کر سکتا ــــ چنانچہ سعودی عرب، جہاں یہ آئین نافذ ہے، اس کی زندہ مثال ہے، اور دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جو خوش حالی، امن و امان، احترامِ آدمیت و حقوقِ انسانی اور عدل و انصاف وغیرہ جملہ امور کے اعتبار سے سعودی عرب سے لگا کھا سکے۔

یہی حال تعلیم کا ہے ــــ سعودی عرب کی یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں ستّر فیصد دینی جبکہ تیس فی صد دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے ــــ یعنی دین، دنیا پر غالب ہے اور نظامِ تعلیم خالص دینی بنیادوں پر استوار ہے ۔ اس نظامِ تعلیم کے تحت انجینئرز، ڈاکٹر، سائنسدان بننے سے پہلے یہاں کے طالبِ علم ایک صحیح مسلمان بنتے ہیں اور انہی تعلیمی اداروں سے قاضی، خطیب اور دانشور پیدا ہوتے ہیں ــــ مسلمان ممالک اگر ان راہوں پر چلتے تو آج رب کی نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہوتے ۔

سعودی عرب واحد مملکت ہے جہاں عورت مردوں کے ساتھ مل کر کاروبارِ حیات نہیں چلاتی، بلکہ دونوں کا الگ الگ وہی دائرۂ کار ہے جو اسلام نے ان کے لیے متعین کیا ہے ــــ کسی دفتر یا ادارے میں مرد و عورت کا اختلاط نہیں ہو پاتا ــــ عورت نہ تو ڈرائیونگ کر سکتی ہے، نہ ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ اکیلی بیٹھ سکتی ہے ۔

احترامِ حقوقِ انسانی کا حال یہ ہے کہ وہاں کا ہر باسی بہترین سہولتوں سے آراستہ، ایئرکنڈیشنڈ مکان میں رہائش پذیر ہے ــــ اشیائے خوردنی اسے وافر مقدار میں سستے داموں، نیز ہر جگہ اور ہر وقت میسر ہیں، بہترین سواری اس کے دروازے پر کھڑی ہے ــــ تعلیم، علاج معالجہ کی سہولیات اور ہر مشکل وقت میں مکمل تعاون اسے حکومت کی طرف سے میسر ہے ــــ تعجب ہے ان قلمکاروں اور دانشوروں پر جو سعودی عرب کے بارے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ وہاں آمریت مسلّط ہے اور انسانی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں ــــ ان کور نگاہوں نے انسانی حقوق کا مطلب شاید یہ سمجھا ہے کہ اپوزیشن اور اقتدار میں دھینگا مشتی کا لامتناہی سلسلہ چلتا رہے، آئے دن لڑائی جھگڑا، ٹکراؤ ہوتا رہے، سیاسی قتل ہوتے چلے جائیں، ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچی جاتی رہے، ہر مخالف کو غدارِ وطن ثابت کیا جاتا رہے، نیز اقتصادیات و معاشیات کا بحران سدا جاری رہے ــــ اور اس طوفانِ بدتمیزی کا نام انھوں نے اسلامی جمہوریت رکھا ہے، جس کی نازبرداری کرتے ہوئے وہ سعودی عرب کے اسلامی، فلاحی اور مثالی نظام کو آمریت بتلاتے ہیں ــــ اسلام کی نگاہ میں ان کی "جمہوریت" فساد فی الارض" کے علاوہ اور کچھ نہیں اور وہ ان مذموم حرکتوں سے سختی سے منع کرتا ہے ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں سعودی عرب کے حکمرانوں اور عوام میں دینِ اسلام کی صحیح جھلک نظر آتی ہے ــــ تب جہاں عوام کو ہر قسم کا آرام و آسائش مہیا ہو، پابندئ صوم وصلوٰۃ ہو، محفلیں، مجلسیں گندے کردار سے پاک ہوں اور ماحول پُرامن ہو، بھلا وہاں کے لوگوں کو اپنے حکمرانوں کے خلاف خواہ مخواہ جمہوری فتنے کھڑے کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ ــــ لیکن ہمارے

اخبار نویسوں کا باوا آدم ہی نرالا ہے، وہ دھوپ کو چھاؤں اور چھاؤں کو دھوپ کہنے کے عادی ہو چکے ہیں، ظلم کو انصاف اور انصاف کو ظلم کہنا ان کے قلم کا کمال، ان کی صحافت ہے — ظالم صدام گھر بیٹھے پُرامن کویتیوں کو تہس نہس کر دے، ان کی عزتیں لٹ جائیں، خود وہ گھروں سے بے گھر ہو جائیں، ان کے کاروبار تباہ ہو جائیں، اور اسی پر بس نہیں امتِ مسلمہ تباہی اور بربادی کے دہانے پر جا کھڑی ہو — یہ سارا فتنہ و فساد کھڑا کرنے والا ہمارے سیاست دانوں اور اخبار نویسوں کی نظروں میں تو مجاہدِ اسلام بن جائے، لیکن مظلوم کویتیوں کی حمایت کرنے والا سعودی عرب ظالم ٹھہرے — اس پر یہی کہا جا سکتا ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

پھر کچھ وہ پرستارانِ جمہوریت بھی ہیں، جنھیں سعودی عرب میں اسلامی مجلسِ شورٰی کا قیام "جمہوریت کی بحالی" نظر آیا اور انھوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہاں بھی اب جمہوریت کی راہ ہموار ہو رہی ہے — سچ ہے، ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے — اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں کے عوام کو رائے دینے اور لینے میں شریک کر لیا گیا ہے، تو یہ پہلے بھی اس ملک کی بنیاد تھی اور آج بھی ہے — آپ یوں سمجھ لیں کہ شورٰی تو پہلے دن ہی سے تھی، اب اسے باقاعدہ اور احسن طریق سے ایک شکل دے دی گئی ہے، چنانچہ جو نظام پہلے چل رہا تھا، وہی اب بھی چل رہا ہے۔ صرف جدید حالات اور تقاضوں کی بنا پر یہ ایک بہترین ادارہ قائم کیا گیا ہے — الحمدللہ، سعودی عرب میں غیر اسلامی کام نہ پہلے ہوتا تھا، نہ اب ہو رہا ہے — ثقافت کے نام پر بے حیائی نہ پہلے پھیلی تھی، نہ اب پھیلے گی — ترقی کے نام پر غیر شرعی کام نہ پہلے ہوتے تھے، نہ اب ہوں گے — انشاء اللہ العزیز یہاں مغربی جمہوریت اور گندی سیاست کا رواج کبھی نہ ہو سکے گا، یہ بدستور اسلام کا چمنستان ہی رہے گا!

الغرض، سعودی عرب دنیا کی واحد اسلامی، مثالی، فلاحی مملکت ہے اور یہاں جمہوریت نہیں بلکہ نظامِ شریعت نافذ العمل ہے — وہی نظام جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دیا اور جو ربّ العالمین نے انسانیت کی فلاح و نجات کے لیے مقرر فرمایا ہے — ہمیں چاہیے تو یہ تھا کہ سعودی عرب کی مثال سامنے رکھتے ہوئے ہم بھی کتاب و سنت کے دامن سے وابستہ ہو جاتے اور وہی راہنما اصول اپنا لیتے جو نہ صرف دنیا و آخرت میں ہماری فلاح و نجات کے ضامن ہیں، بلکہ ان کو

اپنا لینا ہم پر فرض بھی ہے، ورنہ روزِ قیامت ہم سے اس بارے سخت باز پرس ہوگی! اس کے برعکس ہو رہا ہے کہ ہم اپنی کوتاہ نظری، کج فہمی اور مغربیت و الحاد سے مرعوب عقل و ذہنیت کی بناء پر الٹا اسلامی شریعت ہی میں کیڑے نکال رہے ہیں کہ یہ شریعت موجودہ دور کے تقاضے پورے نہیں کر سکتی ــــ لیکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

سورج کے سامنے آنکھیں بند کر لینے سے سورج کا وجود عنقا نہیں ہو جائے گا! ــــ

سعودی عرب میں یہ نظام آج بھی کامیابی و کامرانی سے جاری و ساری ہے، چنانچہ وہاں کے عوام اور حکمران اگر اسلامی اصولوں کی صحیح معنوں میں پابندی کر رہے ہیں ــــ بلکہ یوں کہیے کہ یہی لوگ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے اصل اور صحیح پاسبان ہیں ــــ تو وہ اس کی برکتوں اور رحمتوں سے فیضیاب بھی ہو رہے ہیں، اور تا قیامت ان شاء اللہ فیضیاب ہوتے رہیں گے ــــ وہ اپنے طرزِ عمل سے دنیا والوں پر یہ واضح کرتے رہیں گے، انھیں یہ پیغام دیتے رہیں گے کہ دینِ اسلام کل بھی قابلِ عمل تھا، آج بھی قابلِ عمل ہے، اور رہتی دنیا تک قابلِ عمل رہے گا ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" (الصّفّ: ۹)

"وہ ذاتِ باری تعالیٰ (بڑی عظیم ذات ہے) جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے!"

سعودی عرب کے کچھ "مہربان" وہ بھی ہیں جنھیں یہ دکھ ہے کہ وہاں پکی قبریں، "قبے" اور مزارات منہدم کیوں کیے گئے؟ حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان سب چیزوں کا کوئی جواز نہیں ہے، لہٰذا شرک کے ان اڈوں کا ڈھے جانا ہی اس شریعت کا تقاضا تھا ــــ یہی وجہ ہے، شاہ عبدالعزیز نے انھیں منہدم کر کے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر قرآن و حدیث سے پکی قبر یا اس کے متعلقہ امور کا ثبوت مہیا کر دیا جائے تو میں گرائی ہوئی قبروں کو سونے کی اینٹوں سے دوبارہ تعمیر کرا دوں گا ــــ لیکن

اس کا جواب آج تک کہیں سے بھی نہ آسکا، یاد رہے، پورے سعودی عرب میں بلکہ تمام عرب ممالک میں پکی قبر بنانے کا کوئی تصور نہیں!

یہ عقیدے کا مسئلہ تھا، بجائے پکی قبر کا ثبوت مہیا کرنے کے اور یا پھر شریعتِ اسلامیہ کی حفاظت کرنے کی بناء پر اظہارِ شکر گزاری کے، الٹا کچھ لوگوں نے سعودی عرب کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا اور آج تک وہ یہ طوفان اٹھائے ہوئے ہیں — حتیٰ کہ حرمین شریفین کے پیش اماموں کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے سے کتراتے ہیں، اور اگر وہ یہاں تشریف لے آئیں تو ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں کے بارے فتوے جاری کرتے ہیں کہ ان کی نمازیں نہیں ہوئیں، لہٰذا انہیں دوہرائیں — ساتھ ہی ساتھ سعودی عرب کی اسلامی خدمات سے فائدہ بھی اٹھاتے چلے جاتے ہیں — چنانچہ کون نہیں جانتا کہ جہادِ افغان ہو، جہادِ کشمیر ہو، جہادِ بوسنیا ہو — مسلمانوں پر کوئی آفت پڑے، زلزلے آئیں، طوفان مچلیں، سیلاب ابھریں، فاقے مسلّط ہوں، یا قحط سالی کی نوبت آئے، سعودی عرب بغیر کسی تفریق و امتیاز کے ہر مسلمان کی ہمہ وقت خدمت کے لیے تیار نظر آتا ہے، اور سب سے پہلی مدد، پہلا تعاون، پہلی ایڈ ایسے مواقع پر سعودی عرب ہی سے آتی ہے — یہی وجہ ہے کہ جملہ عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی دیکھ بھال، خدمت گزاری اور ان کے مسائل حل کرنے والے اس عظیم ملک کو مسلمان اپنا محسن مانتے، اور اس کے حکمران کو امیر المؤمنین اور امام المسلمین کے لقب سے یاد کرتے ہیں — سوائے ان لوگوں کے جو قبوری شریعت کی محبت یا جمہوریت کی نازبرداریوں میں سعودی عرب پر تنقید کر کے غیر مسلم طاقتوں کو خوش کر رہے ہیں، تاکہ یہ عظیم مملکت اور اس کے عظیم حکمران بدنام ہوں اور مسلمانوں کی رہی سہی طاقت بھی ختم ہو جائے — ان لوگوں کو کچھ تو خیال کرنا چاہیے، اگر ہم پاکستان ہی پر سعودی عرب کے احسانات گنوانا شروع کریں تو ایک پوری کتاب تیار ہو جائے — آخر وہ کون سا مشکل وقت ہے جو پاکستانیوں پر آیا، اور سعودی عرب نے ان کی ہر ممکن امداد و معاونت نہ کی ہو؟ — انسان کو اس قدر احسان فراموش تو نہ ہونا چاہیے کہ اپنے محسنوں ہی پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دے — ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ رب کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا!"

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے، وہ ہمیں حقائق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے — آمین، و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

(محمد ملتانی)